93866 ـ وقت یا حکم سے جہالت کی بنا پر روزہ توڑنے والی اشیاء کا استعمال کرنا

سوال

میں نے سوال نمبر (80425) میں آپ کا جواب پڑھا، میں بالکل اسی سائل والی مشکل سے دوچار تھا، لیکن مجھ میں اور اس سائل میں صرف فرق اتنا تھا کہ جب کھانا میرے حلق تک پہنچ جاتا تو میں اسے دوبارہ نگل لیتا، کیونکہ میرا خیال تھا کہ ایسا کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اس لیے کہ یہ معدہ سے آیا ہے اور میں نے اسے وہیں واپس کر دیا ہے (یہ میری جہالت تھی) میں نے پڑھا ہے کہ مجھ پر قضاء واجب ہے، لیکن مجھے ان ایام کی تعداد کا علم نہیں جن میں مجھ سے یہ فعل سرزد ہوا ہے، کیونکہ ایسا ماضی میں ہوتا رہا ہے، اور اب میں یہ عادت چھوڑ چکا ہوں، اس لیے مجھے اب کیا کرنا چاہیے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

جب آپ کو یہ علم ہی نہ تھا کہ ایسا کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس لیے آپ پر قضاء نہیں ہے؛ کیونکہ صحیح قول کے مطابق روزہ توڑنے والی اشیاء سے جاہل ہونا عذر شمار ہوتا ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" وہ اشیاء جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے مرد کے اختیار کے ساتھ ان سے روزہ اس وقت ٹوٹےگا جب اس میں تین شرطیں پائي جائیں:

پہلی شرط:

وہ اس کو جانتا ہو یعنی اس کا علم رکھتا ہو، اور علم کی ضد جہالت ہے.

چنانچہ جب کوئی انسان کھا لے اور وہ جاہل ہو تو اس پر قضاء نہیں ہے.

اور جہالت کی دو قسمیں ہیں:

اول: حکم سے جاہل ہونا:

مثلا انسان جان بوجھ کر عمدا قئ کرے لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ ایسا کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، تو اس شخص پر قضاء نہیں کیونکہ وہ جاہل تھا، اس کی دلیل یہ ہے کہ حکم سے جاہل شخص کا روزہ نہیں ٹوٹتا.

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے تکیہ کے نیچے دو رسیاں رکھیں ایك سیاہ اور دوسری سفید، اور عقال ان رسیوں کو کہا جاتا ہے جن سے اونٹ کا گھٹنا باندھا جاتا ہے، چنانچہ عدی رضی اللہ تعالی عنہ ان دونوں رسیوں کو دیکھنے لگے، اور جب انہیں سیاہ رسی سے سفید رسی نظر آنے لگی تو انہوں نے کھانا پینا بند کر دیا.

اور جب صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے متعلق بتایا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" پھر تو آپ کا تکیہ بہت وسیع و عریض ہے، کہ اس نے اپنے نیچے سیاہ اور سفید دھاگہ سمیٹ لیا، بلکہ یہ تو دن کی سفیدی اور رات کی سیاہی ہے "

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قضاء کا حکم نہیں دیا کیونکہ وہ اس آیت کریمہ کے معنی سے جاہل تھے.

دوم: وقت سے جاہل ہونا:

مثلا: انسان یہ خیال کرتے ہوئے کھائے پیئے کہ ابھی فجر طلوع نہیں ہوئی، لیکن یہ واضح ہو کہ طلوع فجر ہو چکی ہے تو اس شخص پر بھی قضاء نہیں، اور اسی طرح وہ دن کے آخر میں یہ خیال کرتے ہوئے روزہ افطار کر لے کہ سورج غروب ہو چکا ہے، اور پھر اسے یہ پتہ چلے کہ ابھی تو سورج غروب نہیں ہوا تو اس شخص پر بھی قضاء نہیں.

اس کی دلیل صحیح بخاری کی وہ حدیث ہے جسے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہما نےروایت کیا ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہم نے ایك دن ابرآلود ہونے کی صورت میں روزہ افطار کر لیا اور پھر سورج نکل آیا "

اس سے وجہ دلالت یہ ہے کہ اگر ان کا روزہ فاسد ہو جاتا اور ان پر قضاء واجب ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ایسا کرنے کا حکم دیتے، اور اگر آپ نے یہ حکم دیا ہوتا تو وہ بھی ہم تك نقل ضرور ہوتا، کیونکہ یہ شریعت کی حفاظت میں شامل ہوتا ہے.

اس لیے جب یہ منقول نہیں تو یہ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا، اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا تو یہ معلوم ہوا کہ روزہ فاسد نہیں ہوا، اور اس

حالت میں قضاء نہیں ہو گی.

لیکن انسان کو چاہیے کہ اسےجب بھی اس کا علم ہو جائے تو وہ کھانے پینے سے رك جائے، چاہے لقمہ اس کے منہ میں بھی ہو تو اسے نکالنا واجب ہے " انتہی

ماخوذ از: مجموع فتاوی ابن عثیمین (19 / 116) کچھ کمی و بیشی کے ساتھ.

پھر انہوں نے دوسری اور تیسری شرط ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ: وہ اسے یاد ہو، اور اختیار کے ساتھ کرے.

اس سے علم ہوا کہ آپ پر قضاء نہیں.

واللہ اعلم .